کلیم اختر

کشمیری مسلمانوں کی تعلیمی جدوجہد میں

سیّد محسن شاہ کا کردار

برصغیر ہندو پاک کے مسلمانوں کی جدوجہد کا آغاز درحقیقت اسی وقت ہو گیا تھا جب سلطنتِ مغلیہ کو زوال آیا اور فرنگیوں نے عنانِ حکومت سنبھالی ۔ اس جبر و تشدد اور محکومی و مجبوری کے دور میں سرسیّد احمد خان پہلے فرد تھے ، جنھوں نے حالات کا جائزہ لیا اور حکومت سے محاذ آرائی کی بجائے مسلمانوں کی منتشر قوت کو یک جا کرنے اور انہیں تعلیمی میدان میں لانے کا فیصلہ کیا ، یہ انہی کی کوششوں کا ثمر تھا کہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی قائم ہوئی جو تعلیمی اعتبار سے مسلمانوں کا ایک بہت بڑا مرکز و محور بنی ۔ پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تعلیمی میدان میں ایک اور جماعت سامنے آئی جو آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کہلائی ۔ اس تنظیم سے سر آغا محمد خان ، نواب وقار الملک ، نواب محسن الملک ، مولانا شبلی نعمانی ، مولانا الطاف حسین حالی ، مولانا محمد علی جوہر ، مولانا شوکت علی ،نواب سلیم اللہ خان آف ڈھاکہ ، سیّد امیر علی ، علامہ محمد اقبال ،سیّد سلیمان ندوی ایسی شخصیتیں وابستہ تھیں ، جنھوں نے ہندی مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی کو دُور کرنے کی بھرپور کوششیں کیں اور اس کانفرنس کی شاخیں ہندوستان کے ہر صوبے میں قائم کیں ۔ چنانچہ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی ایک صوبائی شاخ پنجاب میں بھی تھی جس نے صوبہ پنجاب ، صوبہ سرحد اور ریاست جموں و کشمیر کے مسلمانوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنے کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔

اور پنجاب اور جموں و کشمیر میں انہوں نے اس جماعت کے اغراض و مقاصد کی تبلیغ و اشاعت کے لیے دورے کیے اور مسلمانوں کو تعلیم حاصل کرنے کی طرف ترغیب دی اور ذہین و فطین طلبا کو اعلی تعلیم حاصل کرنے کے لیے سہولتیں فراہم کیں ۔ سیّد محسن شاہ مرحوم نے جموں و کشمیر کے مجبور و مقہور عوام بالخصوص مسلمانوں کے لیے بہت جدوجہد کی اور اس جماعت کے پلیٹ فارم سے بھی کشمیریوں میں ریاست جموں و کشمیر کے مشہور اور ممتاز مؤرخ جناب رشید تاثیر مصنف " تحریک حریت کشمیر " اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں :

" ـــــ ۱۹۱۵ء میں آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے ایک وفد نے ریاستی عوام کے معیارِ تعلیم کو بلند کرنے کے لیے اپنی معروضات مہاراجہ پرتاب سنگھ کو پیش کرنے کی اجازت چاہی ۔ راجہ نے جو بذاتِ خود ان پڑھ تھا ، اجازت دینے سے انکار کیا ۔ جنوری ۱۹۱۵ء میں کانفرنس کا ایک اور وفد جو کہ خواجہ یوسف شاہ ، خواجہ نظام الدین ، شیخ غلام صادق، اللہ بخش ، منشی محمد الدین فوق ، میاں شمس الدین اور سیّد محسن شاہ پر مشتمل تھا ، لاہور میں مہاراجہ پرتاب سنگھ سے ملا ۔ (یہ وہ لوگ تھے جو یا تو کشمیری تھے یا اُن کے اجداد کشمیر سے پنجاب کے مختلف علاقوں میں آباد ہوئے تھے ۔) اور اسے دوٹوک الفاظ میں ریاستی مسلمانوں کی تعلیمی بدحالی دور کرنے کی طرف توجہ دلائی ۔ مہاراجہ نے وفد کو ٹالتے ہوئے کہا " ۔ " تین ماہ بعد آپ کشمیر آئیں اور " قصّہ زمین برسر زمین " پیش کریں تو زیادہ مناسب ہوگا ۔ لیکن مہاراجہ نے بعد میں انہیں ملنے کا موقع ہی فراہم نہیں کیا ۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء میں حکومتِ ہند نے مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے احتجاج اور ایما پر اپنے تعلیمی مشیر مسٹر شارپ کو ریاست میں بھیجا ۔ مسٹر شارپ نے ۱۹۱۶ء کے وسط میں اپنی سفارشات ریاستی حکومت کو پیش کیں ۔ ریاستی حکومت نے نہ صرف

اِن سفارشات سے سرد مہری برتی بلکہ انہیں پوشیدہ رکھا ، جس کا لازمی نتیجہ یہ اخذ کیا گیا کہ حکومت ریاستی باشندوں خصوصاً مسلمانوں کو مروجہ تعلیم سے بے بہرہ رکھنے میں ہی اپنی عافیت سمجھتی ہے ۔ "

(" شیرازہ " ، سری نگر ، شیر کشمیر نمبر صفحہ ۱۵۳)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کشمیری عوام کی غلامی ومحکومی سے سیّد محسن شاہ مرحوم کبھی غافل نہ رہے اور کشمیری کانفرنس کے پلیٹ فارم کے علاوہ انجمن اسلامیہ پنجاب کے مستقر سے بھی مہاراجہ جموں و کشمیر کے مظالم اور انسانیت کش رویّہ کے خلاف احتجاج کرتے رہے ۔ یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ " تحریک حریت کشمیر " کا آغاز ۱۳ ، جولائی ۱۹۳۱ء کو ہوا ، جب سنٹرل جیل سری نگر کے باہر عوام عبدالقدیر خان کے مقدمے کی کارروائی سننے کے لیے جمع ہوئے تھے ۔ عبدالقدیر خان ایک غیر ریاستی باشندہ تھا جو اپنے ایک انگریز سیاح کے ہمراہ وادی کی سیر کو آیا تھا اور توہینِ کلام پاک کے سلسلے میں ہونے والے جلسۂ عام میں شریک تھا ۔ بعدازاں اس نے بھی ایک ایمان افروز اور ولولہ انگیز تقریر کی جس کی پاداش میں اسے گرفتار کر لیا گیا تھا ۔ پولیس نے جیل کے باہر ہونے والے اجتماع پر گولی چلا دی اور یہی سانحہ تحریکِ آزادیٔ کشمیر کے ایک نئے انقلابی دَور کی وجہ بنا ۔ اِس ضمن میں یہ بتانا بے محل نہ ہوگا کہ اِس حادثے کے فوراً بعد " انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور " کی مجلسِ منتظمہ کا ایک اجلاس منعقد ہوا ۔ اِس اجلاس میں خان صاحب آغا سیّد مراتب علی صاحب ، سیّد محسن شاہ صاحب ، سیّد افضال علی شاہ صاحب ، خواجہ غلام نبی صاحب ، خواجہ غلام دستگیر صاحب ،میاں فیروز الدین صاحب ، ملک غلام محمد صاحب ، خان صاحب میر عزیز الدین صاحب ، ڈاکٹر غلام محمد صاحب ، ڈاکٹر شیخ فقیر علی صاحب ، خان صاحب میاں احمد الدین صاحب ، میر حسین علی شاہ صاحب اور سیّد اسحاق شاہ صاحب نے شرکت فرمائی ۔

"انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور" کی رُوداد جولائی ۱۹۳۱ء تا دسمبر ۱۹۳۱ء کے صفحہ ۹ پر مذکور ہے ۔

" ـــــ سیکرٹری صاحب نے بیان کیا کہ ایسوسی ایٹڈ پریس کی تار ابھی اخبارات میں شائع ہوئی ہے کہ سری نگر میں گولی چلی اور نو مسلمان شہید اور بہت سے مجروح ہوئے ہیں ۔ قرار پایا کہ مفصلہ ذیل تار حضور وائسرائے اور سیکرٹری آف سٹیٹ فار انڈیا لندن کی خدمت میں روانہ کیا جائے ۔ نیز اس ریزولیشن کی نقل مقامی اخبارات کو روانہ کی جائے "

" ـــ کشمیر کے مسلمانوں پر سخت تشدد کیا جا رہا ہے ۔ انجمن اسلامیہ پنجاب لاھور ہز اکسیلنسی سے فوری مداخلت کی استدعا کرتی ہے (کشمیر کے مسلمانوں پر) سخت دہشت اور خوف طاری ہے ۔ غیر جانبدارانہ تحقیقات ضروری ہے "۔

(رُوداد صفحہ : ۹)

حقیقت یہ ہے کہ انجمن اسلامیہ پنجاب میں سب سے متحرک اور فعال شخصیت سیّد محسن شاہ صاحب مرحوم تھے جو ملتِ اسلامیہ کے بہی خواہ تھے اور کشمیری مسلمانوں کے بھی بہت بڑے محسن تھے ۔ چنانچہ ان کی مساعیٔ جمیلہ سے انجمن کشمیری مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے بھی سرگرم رہتی تھی ـــ انجمن اسلامیہ پنجاب کی رُوداد مجلسِ منتظمہ منعقدہ ـــ ۲۹، اکتوبر ۱۹۳۱ء میں مذکور ہے کہ :

" ـــ سیکرٹری صاحب نے بیان کیا کہ کشمیر کے واقعات ہائلہ کے متعلق ایک تار پرائم منسٹر ، سیکرٹری آف سٹیٹ فار انڈیا کو اور ایک تار بزہائی نس سر آغا خان صاحب کو اور ڈاکٹر سر محمد اقبال کو دیا گیا تھا ۔ تاروں کا مختصر مفہوم حسبِ ذیل ہے " ۔

" ـــ کشمیر کے ایجنٹ اور ایوان والیان ریاست میں اس کی پارٹی سب لندن میں کشمیر کے لیے اپنے اثر و رسوخ سے کام لے رہے ہیں ۔ براہِ کرم آپ بھی تمام مسلم نمائندوں

کو اِس آمر کے لیے تیار کریں کہ وہ سیکرٹری
آف سٹیٹ سے مِل کر اس امر کا مطالبہ کریں کہ
وہ حکومتِ ہند سے (جو ہندو والیانِ ریاست
اور ہندو اخبارات سے مرعوب ہے) اِس آمر کی
تحریک کریں کہ وہ اِس بارے میں غیر جانب دار
اور آزاد تحقیقات عمل میں لائے اور کشمیر کے
جو عمال ریاست قتل کے مرتکب ثابت ہوں، اُنھیں
کیفرِ کردار کو پہنچائے ۔ کشمیر کے اندر روز
روشن میں کشمیر کے حکام لوگوں کو اندھادھند
موت کے گھاٹ اتار رہے ہیں اور وہاں ایسا
تشدد ہو رہا ہے کہ اس سے پہلے سنا نہ گیا
تھا ۔ حکومتِ برطانیہ اپنے شاہی اقتدار کے
عمل میں لانے سے قاصر رہی ہے ۔ حکومتِ برطانیہ
کی مسلسل خاموشی پر مسلم جذبات مشتعل ہورہے
ہیں ۔ سری نگر کے حوادث کے مقابلے میں
جلیانوالہ باغ کے واقعات بھی ہیچ ہیں ۔ "

ذیل کے تار وزیر اعظم برطانیہ اور وزیر ہند کی حکومت
میں بھیجے گئے"۔

"۔۔۔۔ کشمیر کے مسلمان ، کیا مرد
کیا عورتیں اور کیا بچے ، کھلے بندوں قتل
کیے گئے ۔ اُنھیں تازیانے لگائے گئے(کشمیر
میں) جان ، زمین اور مال سب غیر محفوظ
ہیں ۔ فوج کے لوٹنے کے حالات ناقابلِ برداشت
ہیں ۔ مقدس مقامات کی بے حُرمتی کی گئی ہے
اور ہمارے رسول پاک صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی
نسبت بدزبانی کی گئی ۔ حکومتِ ہنددیدہ دانستہ
غفلت سے کام لے رہی ہے ۔ اگر حکومتِ برطانیہ
اپنے اقتدار سے کام نہ لے گی تو حالات قابو
سے باہر ہو جائیں گے ۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس تحریک کے رُوح رواں سیّد
محسن شاہ صاحب مرحوم تھے جنہوں نے ہر دور میں کشمیری عوام

سے اپنی وابستگی قائم رکھی اور ان کے مسائل و مشکلات کو اوّلین اھمیت دی ۔

سیّد محسن شاہ مدتوں آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس کے آنریری جنرل سیکرٹری رھے ۔ ازاں بعد آپ اس تنظیم کے صدر بھی منتخب ھوئے اور تاحیات اس کی صدارت کے فرائض خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے رھے ۔ اس تنظیم میں ان کے سب سے اھم رفیق کار ممتاز مؤرخ و ادیب اور شاعر و صحافی جناب منشی محمد الدین فوق مرحوم تھے ، جن کا اخبار " کشمیری میگزین " کشمیری عوام کے دلی جذبات و احساسات کا آئینہ دار تھا ۔

آل انڈیا کشمیری کانفرنس کے اجتماع ہر سال منعقد ھوتے تھے اور ھندوستان بھر سے کشمیری نمائیندگان اس میں شرکت کرتے تھے ۔ سیّد محسن شاہ مرحوم ایسے قومی و ملّی اجتماعوں کے کرتا دھرتا تھے ۔ آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس کے نویں سالانہ جلسہ منعقدہ ۲۴ ، ۲۵ ، اپریل ۱۹۲۰ء کی کاروائی میں مذکور ھے کہ :

> " ـــــ ڈاکٹر سیف الدین کچلو ـ بی ـ اے ، پی ـ ایچ ـ ڈی ، بیرسٹر ایٹ لا امرتسر نے اس تحریک کی تائید فرمائی (تحریک یہ تھی کہ میاں فیروز الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ و رئیس وسوداگر ادویات امرتسر کو صدر بنایا جائے)
>
> نیز کہا کہ برادران ملت ! میرا خوشگوار فرض ھے کہ میں اس تحریک کی جو حاجی شمس الدین میر صاحب سیکرٹری انجمن حمایت اسلام نے کی ھے تائید کروں ـ حاجی صاحب کو جو پرانے تجربہ کار ھیں خوب معلوم ھوگا کہ چندہ کس طرح وصول کیا جاتا ھے اور کن دقتوں سے وصولیٔ چندہ میں کامیابی ھوتی ھے ـ آپ نے ڈھونڈک کانفرنس کی صدارت کے لیے ایسا آدمی تلاش کیا ھے جو دل کھول کر چندے دیتا ھے اور جس کو قومی کاموں میں امداد دیتے ھوئے ایک خاص لذت محسوس ھوتی ھے ـ میاں صاحب انجمن

اسلامیہ امرتسر کے بانیوں میں سے ہیں ۔ یہ انجمن
ایک زمانے میں معرضِ خطر میں تھی ۔ ساڑھے تین
ہزار روپیے دے کر آپ نے انجمن کو اِس خطرے سے
بچایا ہے ۔ سیّد محسن شاہ کی مردم شناسی قابلِ
تحسین ہے جنھوں نے ایسے فیاض ، ہمدرد اور مخیر
بزرگ کو کانفرنس کے لیے انتخاب کیا ہے ۔

(رُوداد مسلم کشمیری کانفرنس صفحہ : ۳)

اِس کانفرنس میں سیّد محسن شاہ صاحب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا :

" ــــ حقیقت یہ ہے کہ کانفرنس کا سب سے
بڑا مقصد اہلِ کشمیر کی امداد کرنا ہی ہے ۔ جب
کبھی کشمیر سے کوئی درخواست آتی ہے ہم نے کبھی
اس کو نامنظور نہیں کیا ۔ پبلسٹی کمیٹی میں ایک
اہلِ قلم سیکرٹری کی اشد ضرورت ہے جس کو اپنے
فرائض کی بجاآوری کے لیے کافی فرصت ہو ۔ "

(صفحہ ۱۲ ۔ رپورٹ ھذا)

اس کانفرنس میں ایک کشمیر پبلسٹی بورڈ قائم کیا گیا جس کے ارکان میں من جملہ دیگر ارکان کے علامہ محمد اقبال اور سیّد محسن شاہ مرحوم بھی شامل تھے ۔اس بورڈ کے سیکرٹری سیّد حبیب صاحب ایڈیٹر اخبار " سیاست " لاہور مقرّر کیے گئے ۔ دیگر ارکان میں حاجی شمس الدین صاحب سیکرٹری انجمنِ حمایتِ اسلام لاہور ، ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب بیرسٹر ایٹ لا آنریری سیکرٹری انجمن حمایتِ اسلام لاہور ، پیر تاج الدین صاحب بیرسٹر ریٹ لا سیکرٹری پنجاب پراونشل مسلم لیگ لاہور ، سیّد محسن شاہ صاحب آنریری جنرل سیکرٹری مسلم کشمیری کانفرنس ، مسٹر دین محمد ، ایم ۔ اے ، ایل ۔ ایل ۔ بی ، وکیل ہائیکورٹ پنجاب گوجرانوالہ ، پیرزادہ ولی اللّٰہ شاہ صاحب گوجرانوالہ ،خواجہ عبدالرحمٰن صاحب اور غازی بی ۔ اے لائلپور شامل تھے۔

کشمیریوں کو سیّد محسن شاہ مرحوم سے بےحد محبت وعقیدت تھی اور وہ ان کو حقیقی معنوں میں اپنا مونس و محسن اور

غم گسار جانتے تھے اور گاہے بگاہے اُن سے اپنی عقیدت اور ارادت کا اظہار بھی کرتے تھے ۔ ۱۹۲۶ء میں جب آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس کا سالانہ اجلاس گوجرانوالہ میں منعقد ہوا تو وہاں ایک شاندار پنڈال بنایا گیا اور گوجرانوالہ کی کشمیری برادری نے پنڈال کانفرنس کے باہر سڑک پر ایک دروازہ نہایت خوبصورت بنایا ۔ پھر ایک عظیم الشان جلوس بھی نکالا گیا جس کے راستے میں جگہ جگہ شاندار گیٹ لگائے گئے تھے۔ جلسۂ مذکورہ کی رُوداد کے صفحہ ۸ پر درج ہے :

" ـــــ چوک کلاں میں سیٹھ معراج الدین صاحب ڈار مالک واحد بوٹ ہاؤس کا خوش نما محسن شاہ گیٹ عجب شان سے معزز مہمانوں کو خیرمقدم کررہا تھا۔ "

اس کانفرنس سے سیّد محسن شاہ نے بھی خطاب کیا تھا ۔ آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا :

" ـــــ اب زبانی باتیں کرنے کا وقت نہیں ۔ ضرورت ہے کہ عملی طور پر کام کیاجائے۔ ہم مسلمانوں میں شُومئی قسمت سے غفلت و لاپروائی کا دور دورہ ہے۔ زمانے بھر کی کوئی بات ایسی نہیں جس کا تذکرہ ہماری زبان پر نہ ہو ۔ لیکن عملی طور پر ہم بہت پیچھے ہیں ۔ زندہ قوموں کا طرّۂ امتیاز یہ ہوتا ہے کہ وہ جو کہتے ہیں کر دکھاتے ہیں ۔ ہماری حالت سراسر اس کے برعکس ہے ۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم اپنی تنظیم کریں اور یہ کام اس وقت تک ہونا مشکل ہے جب تک برادریاں اور خاندان پوری یک جہتی سے حصّہ نہ لیں ۔ "

(رُوداد ، سال ۱۹۲۶ء ، صفحہ ۳۶)

یاد رہے اس کانفرنس میں دیگر معزز کشمیری رہنماؤں اور عمائد کے علاوہ حضرت سیّد انور شاہ صاحب دیو بندی نے بھی خطاب فرمایا تھا اور اختتام جلسہ پر دعا فرمائی تھی۔

سیّد محسن شاہ صاحب مرحوم اس کانفرس کے سیکرٹری کی حیثیت سے ہر سال کی رپورٹ مرتب فرماتے تھے ۔ یہ رپورٹیں اُس دور کے سیاسی ، سماجی اور تعلیمی حالات و کوائف کا پتہ

دیتی ہیں ۔ سیّد محسن شاہ صاحب کی اِن سرگرمیوں کا مرکز و محور ایک ہی نقطہ ہوتا تھا کہ مسلمانوں کی پسماندگی اور جہالت کو دُور کیا جائے ۔ اُن میں تعلیمی اور اصلاحی شعور کے ساتھ ساتھ سیاسی بیداری بھی پیدا کی جائے ۔ آپ نے درحقیقت مسلم قوم کی ذہنی و روحانی نشوونما میں بہت بڑا کردار ادا کیا ہے اور شب و روز کام کر کے نہ صرف افراد کو تیار کیا بلکہ کئی مسلم تنظیموں کو مرنے سے بچایا ۔ یہ حقیقت ہے کہ سیّد محسن شاہ مرحوم نے انجمن اسلامیہ پنجاب ، انجمن حمایتِ اسلام اور آل انڈیا کشمیری کانفرنس میں بطور سیکرٹری اور ازاں بعد صدر کی حیثیت سے گراں قدر خدمات سرانجام دیں اور یہ کسی نے سچ کہا ہے کہ اِن سب تنظیموں میں ایک ہی وقت میں کام کرنا سیّد محسن شاہ مرحوم کی خداداد صلاحیتوں کا اعجاز تھا اور یہ کام اور کوئی فرد نہیں کر سکتا تھا ۔

کشمیری عوام کی محکومی و مجبوری ہو یا ہندی مسلمانوں کی سیاسی و معاشی بے چارگی، سیّد محسن شاہ مرحوم ہر لمحہ ان کے لیے تڑپتے رہتے تھے ۔ آپ کو ملتِ اسلامیہ کے ہر فرد سے لگاؤ تھا اور علامہ محمد اقبال کے اس شعر پر عمل پیرا رہتے تھے ۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مُقدّر کا ستارا

حاصلِ کلام یہ کہ سیّد محسن شاہ نے اپنی زندگی میں مثبت اور تعمیری کام کیے جو ان کی راست فکری کی دلیل اور اعلیٰ انسانی اوصاف کے آئینہ دار ہیں اور ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سیّد محسن شاہ مرحوم فہم و فراست ، حکمت و تدبیر اور خلوص و محبت کا پیکر تھے ۔ اور علامہ محمد اقبال نے ایسے ہی اوصافِ حمیدہ رکھنے والوں کے بارے میں فرمایا ہے :

مثلِ خورشیدِ سحر فکر کی تابانی میں
بات میں سادہ و آزادہ معانی میں دقیق